Lesson 5: Nahl (Ayaat 80- 95): Day 18 سُوۡرَةُ النّحل کی تفسیر

براہ راست آیتوں پر جانے سے پہلے ہم سبق کا خلاصہ دیکھیں گے۔ آج کے سبق میں سورہ نحل کی بہت ہی اہم آیات ہیں۔

1. سب سے پہلے تو ہم اس سبق میں دیکھیں گے کہ گھر کیسے ہونے چاہیں۔یعنی گھروں کا بنیادی مقصد کیا ہے۔
2. اگلی چیز کہ نعمت کو پا کر پھر اس کی ناقدری کرنے کی کیا سزا ملتی ہے۔
3. پھر اگلی چیز شرک کے نام پر زندگیاں ضائع کرنے والے، اللہ کو چھوڑ کر جن کو پکارا کرتے تھے، کل قیامت کے دن وہ لوگ ان سے کیا معاملہ کریں گے۔
4. پھر قیامت کے دن کی گواہی کی شدت۔
5. پھر اس کے بعد معروف آیت 90 جو جمعہ کے خطبے میں بھی پڑھی جاتی ہے۔ دین اسلام کا خلاصہ، عدل، احسان اور ایتائے ذالقربیٰ، ان کا ربط اور اور انکی خیر کیا ہے۔ فحش منکر اور بغی کیسے کسی معاشرے کے ناسور بنتے ہیں۔
6. اور آخری موضوع، وعدہ شکنی کی سزا۔ اعتماد کو جب ٹھیس پہنچتی ہے تو رشتے بھی ٹوٹ جاتے ہیں اور امت بھی ٹوٹ جاتی ہے۔ جب کوئی عہد کرکے اس کو نبھاتا نہیں تو اس کی کیا او قات رہ جاتی ہے۔

شروع کی آیتیں بہت ہی کم وضاحت طلب ہیں لیکن آخری آیتیں بہت زیادہ وضاحت طلب ہیں۔ اس لئے ہم شروع میں دہرائی جانے والی باتوں کو زیادہ نہیں لیں گے۔ زیادہ کوشش کریں گے کہ جو نئ

بات آئی ہے اس کو سمجھیں۔ اللہ سبحان و تعالی انہی آیتوں میں جو بات پیچھے گزر چکی ہے اسی کو دہرا کے اپنی نعمتوں کا اظہار کرواتے ہیں۔ آیت کو پڑھنے سے پہلے ذہن میں رکھیں کہ سورۃ النحل، سورت نعم بھی ہے۔ ابھی تک جتنی سورت بھی پڑھی اس کے اندر بہت ساری نعمتوں کو دیکھا۔ کچھ چیزیں ایسی ہیں جن کو انسان نعمت سمجھتا ہے لیکن کچھ چیزیں تو ایسی ہیں جن کو انسان نعمت ہی نہیں سمجھتا۔ انسان کچھ چیزوں کا اتنا عادی ہو جاتا ہے کہ کہتا ہے کہ یہ کا تو ہونا ہی تھا۔ تو اللہ تعالی کہتے ہیں کہ یہ ہونا ہی نہیں تھا بلکہ ہم نے یہ کیا ہے۔ جہاں تمہیں جانور دیے، شہد کی مکھیوں سے شہد بنوا دیا، جہاں تمہارے لئے جانوروں کے پیٹوں سے دودھ نکلوا دیا اور جہاں تمہارے لئے سورج چاند ستاروں کو غلام بنا دیا، وہاں اب ایک ایسی نعمت کہ غریب ہو کہ امیر چھوٹا ہو کے بڑا لیکن ہر ایک کی یہ نعمت حقیقت میں اتنی بڑی نعمت ہوتی ہے جس کا اندازہ تب لگایا جا سکتا ہے کہ جس کے پاس یہ نعمت نہ ہو۔ اور وہ نعمت 'گھروں' کی نعمت ہے۔ عرب لوگ خیموں میں رہتے تھے۔ ان کے گھر پکے مٹی کے، چونے کے نہیں ہوتے تھے ۔ اللہ تعالی نے جو ان سے کام لینا تھا حقیقت ہے کہ وہ ہلکے گھروں میں ہی رہ کر ہوتا ہے۔ ان گھروں کے ہلکے پن کی طرف اشارہ کر کر کے اللہ سبحانہ و تعالی فرماتے ہیں

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿۸۰﴾

اور خدا ہی نے تمہارے لیے گھروں کو رہنے کی جگہ بنایا اور اُسی نے چوپایوں کی کھالوں سے تمہارے لیے ڈیرے بنائے۔ جن کو تم سبک دیکھ کر سفر اور حضر میں کام میں لاتے ہو اور اُن کی اون، پشم اور بالوں سے تم اسباب اور برتنے کی چیزیں (بناتے ہو جو) مدت تک (کام دیتی ہیں)۔

پھر اسی آیت میں اللہ تعالی کی دوسری نعمت وَّجَعَلَ لَكُمۡ مِّنۡ جُلُوۡدِ الۡاَنۡعَامِ بُيُوۡتًا تمہارے لئے جانوروں کی کھالوں کے گھر بنائے وہ گھر کیسے ہیں؟ تَسۡتَخِفُّوۡنَهَا يَوۡمَ ظَعۡنِكُمۡ وَيَوۡمَ اِقَامَتِكُمۡ جن کو تم سفر اور قیام کی حالت میں ہلکا پاتے ہو۔ خیمے کی طرف اشارہ ہے۔ عربوں کے گھر بہت ہلکے پھلکے ہوتے تھے ۔جانوروں کی چمڑی سے گھر بناتے تھے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ اصلی چمڑے کی خوبی ہے کہ یہ موسموں کی شدت کا مقابلہ کرتا ہے۔ صحراؤں میں شدت کی گرمی اور شدت کی سردی ہوتی ہے۔ اگر ہمارے ہاں چونے اور مٹی کے گھر ہوتے تو وہاں اے۔ سی اور ہیٹر کی ضرورت ہوتی۔ تو اللہ تعالی نے ان کے گھر پتلے، پتلے اور چھوٹے، چھوٹے بنا دیے۔ فطری طور پر وہ عموماً کس چیز سے گھر بناتے تھے؟

وَمِنۡ اَصۡوَافِهَا وَاَوۡبَارِهَا وَاَشۡعَارِهَاۤ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيۡنٍ اور اس نے بنایا تمہارے لئے ان بھیڑوں کی اون سے اور ان اونٹوں اور بکریوں کے بالوں سے سامان اور برتنے کی چیزیں، خاص وقت کے لئے تمہیں عطا کیں۔ یعنی ان کے گھروں میں جو نیچے فرش پر رگز ہوتی تھیں، وہ ان جانوروں کی کھالوں کی ہوتیں۔ آج بھی اس قسم کی رگز بہت مہنگی ملتی ہیں۔ جس کو ہم پیور لیدر کہتے ہیں۔ جس کے اوپر فر ہوتی ہے۔ تو یہ گھر کی دوسری چیزیں صوفہ اور لیٹنے کی چیزیں ان جانوروں کی کھالوں سے بنا لیتے تھے ۔ پیچھے آیت نمبر 5 میں ہم نے انہیں جانوروں کی خوبی سے کیا دیکھا تھا، سردی کی شدت سے بچنے کے لئے کپڑا اتیار کرنے کی طرف اشارہ تھا۔ تو مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی نے جانوروں کی کھالوں میں قدرتی طور پر گرمی سردی کا انتظام کیا ہے۔ تم ان سے کپڑے بھی بنتے ہو اور فائدے کی چیزیں بھی بناتے ہو۔ ایک مدت گزر گئی کہ انسان کے پاس کپڑا بنانے کے لئے ان جانوروں کی کھالوں کے ریشے

کے سوا کوئی اور چیز نہیں ہوتی تھی۔ کپاس کی دریافت بہت بعد میں ہوئی۔ آج مصنوعی چیزیں موجود ہیں۔ آج بھی اگر ہم قدرتی چیزوں کو سامنے رکھیں تو یہ اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔

اب اگر اس ایک آیت کو عربوں کے تناظر سے نکال کر ہم اپنے اوپر لے کر سوچیں تو اس میں سب سے پہلی بات یہ ہے کہ گھر "سکون کی جگہ ہے"۔ پہلی نعمت جو اللہ نے دی کہ گھر تمہارے لئے سکون کی جگہ ہے۔ یاد رکھیے جس کو گھر میں سکون نہیں ملتا پھر وہ شراب خانے میں سکون ڈھونڈ تا ہے، پھر زناخانے میں سکون ڈھونڈ تا ہے یا پھر آخر میں وہ ہسپتال آکر سکون ڈھونڈ تا ہے۔ آج جو ویسٹ کے بے سکونی کی وجہ ہے وہ یہی ہے کہ گھروں میں سکون نہیں ہے۔ ویسٹ میں جس کو گھر کہتے ہیں اس میں چونکہ سکون نہیں ہے، شوہر کو بیوی سے اور بیوی کو شوہر سے سکون ملنا تھا، ماحول ایسا بن گیا کہ دونوں ہی بے وفا ہو گئے۔ تو ان کو سکون نہ ملا۔ مردوں نے باہر جا کر سکون ڈھونڈا تو عورتوں نے بھی اپنے لئے کئ اور چیزیں ڈھونڈ لیں۔

اسی طرح گھر میں بچوں کو ماں باپ سے سکون ملتا ہے جس بچے کو ماں کی گود مل جاتی ہے چاہے وہ کتنا ہی بھوکا کیوں نہ ہو اس کو سکون مل جاتا ہے لیکن جس بچے کو بچپن سے ماں نہیں ملی اس کا کیا حال ہو گا۔ کچھ دن پہلے ایک سسٹر نے شیئر کیا کہ ان کے پاس اتنی خوبصورت بچی ہے لیکن اُس کے ماں باپ اُس کو قبول نہیں کرتے۔ ماں اسکو پسند نہیں کرتی کیونکہ وہ ماں خود نشہ کرتی ہے۔ ماں باپ بھی الگ الگ ہیں تو رشتوں میں سکون کہاں سے آئے گا۔ جو اس طرح کے ماحول سے بچے پیدا ہوتے ہیں وہ کس طرح صحت مند بن سکتے ہیں۔ گورنمنٹ باپ کو کہتی ہے کہ تم بچے لے لو، وہ کہتا ہے میرے پاس مسئلے بہت ہیں۔ میرے پاس بہت خرچے ہیں، میں اس بچے کو افورڈ نہیں کر سکتا۔ ہومین رائٹس کے نام پہ

ویسٹ میں ایک عورت جو بڑی مشہور ہے۔ وہ Animal rights کی بات کرتی ہے لیکن جب وہ خود پریگڈنٹ ہوئی تو کہتی ہے مجھے لگتا ہے کہ میری پیٹ میں کوئی جن ہے۔ ایک خاتون وہ اتنی بے چین ہو جاتی تھی کہ جب اُس کا بچہ پیدا ہوا تو اس نے کہا کوئی اسے لے جائے، میں اس کا رونا برداشت نہیں کر سکتی، میں اس کی خدمت نہیں کر سکتی، اور ہم باہر ہیومن رائٹس کے نام پر لوگوں کے لئے جھنڈے لے کے اٹھائے پھرتے ہیں۔ ماں باپ کو بھی تو بچوں سے سکون ملتا ہے۔ خصوصا چھوٹے بچوں کی مائیں جانتی ہیں کہ بچے کتنا کھپاتے اور تھکاتے ہیں۔ لیکن ایک نظر ان کے چہرے پر ان کی معصوم مسکراہٹ پر پڑتی ہے تو ساری تھکن دور ہو جاتی ہے۔ جس سوسائٹی میں سکون نہیں ہوتا تو پھر وہاں لوگ بے سکون ہوتے ہیں۔

تو ہم سب کا فرض ہے کہ ہم اپنے گھروں کو پُر سکون بنائیں۔ گھر کا سکون کسی ایک فرد سے نہیں بنتا۔ سورۃ روم میں عورت کو یہ ذمہ داری دے دی کہ وَمِنۡ اٰيٰتِهٖۤ اَنۡ خَلَقَ لَكُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ اَزۡوَاجًا لِّتَسۡكُنُوۡۤا اِلَيۡهَا ہم نے تمہارے لیے تمہاری ہم جنس بیویاں پیدا کیں جن سے تم سکون لو۔ مانو یا نہ مانو گھر عورت سے ہی بنتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ، وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ، تو یہ سچ ہے عورت گھر میں نہیں ہوتی تو سکون نہیں ملتا۔ گھر میں ماں نہ ہو تو بچوں کا دل نہیں لگتا، گھر میں بیوی نہ ہو تو شوہر کا دل نہیں لگتا۔

اللہ تعالی نے مرد پر اور قسم کی ذمہ داری ڈالی ہے لیکن عورت کا زیادہ ہاتھ سکون میں ہے۔ جس عورت کا دل اپنے گھر میں نہیں لگتا جو گھر سے زیادہ باہر مجلس میں، بیوٹیشن میں اور شاپنگ کر کے گھروں کو اور گندا کرنے لگے ان گھروں میں بھی سکون نہیں ہوتا۔

توہم چند پوائنٹس نوٹ کریں گے گھر کو میں کیسے پر سکون بنائیں۔ جب گھر کے اندر رہنے والوں کو ایک دوسرے پر اعتماد ہوتا ہے۔ یہ اعتماد کے رشتے ہوتے ہیں۔ اسی لئے اسلام میں فورس میرج (زبردستی کی شادی) منع ہے۔ ایسی شادیوں سے گھر نہیں بنتا۔ ایسی شادی زیادہ نہیں نبھتی۔ توسب سے پہلے گھر کے سکون کے لیے ضروری ہے کہ شادی کا انتخاب بہترین ہو۔ دونوں فریقین کے اندر باہمی ہم آہنگی ہو۔

حدیث میں آتا ہے کہ 'کفو' ڈھونڈا کرو۔ 'کفو' کا معنی ہے کہ برابری ہو۔ دونوں میں لیول ایک ہو۔ گھر کا مزاج خوبصورت ہو اور پھر اس گھر کے بننے کے دوران، شادی کرتے ہوئے یا دوسرے مراحل میں اللہ کی رضا کو دیکھیں۔ ہم اپنے بچوں کی شادیوں پر اللہ کو کم اور لوگوں کو زیادہ خوش کرتے ہیں، تو اُس شادی سے برکت اور سکون ختم ہو جاتا ہے۔ ہر خزانہ اللہ کے ہاتھ میں ہے محبت کا، رحم کا، مودت کا اور جب ہم اللہ کو یاد نہیں رکھیں گے تو کبھی بھی جوڑوں کے دل میں وہ خوشی نہیں آئے گی۔ اِلا یہ کہ دونوں ہی دین سے دور ہیں تو کچھ دن تو وہ خوش رہ لیں۔

اس کے بعد گھر کے اندر جو سکون آتا ہے وہ سادگی سے آتا ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالی اپنے نبی کو کہتے ہیں وَلَا تَكُونُ مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ آپ تکلف کرنے والوں میں نہ ہوں۔ تو گھروں کے اندر تکلف نہیں ہونا چاہیے۔ سادگی ہو۔ ہر چیز ضرورت کی طرح اپنی جگہ پر ہو۔ آج دو چیزوں سے گھر بے سکون ہو گئے نمبر 1 کہ وہ گھر سے زیادہ شوکیس، شوروم لگتا ہے۔ ہر طرح کی اور ہر ماڈل کی چیز اس گھر کے اندر موجود ہے۔ بہت سارے گھر ڈیکوریشن پیس کے نام سے جمع کی ہوئی چیزوں کی وجہ سے گھر کی بجائے دوکانیں لگتے ہیں۔ شوکیس کی اتنی لمبی الماریاں، جو بڑی قیمتی چیزوں سے بھری پڑی ہیں، انہی کی صفائی

میں ہماری نمازیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ دیکھنے میں ایسا لگتا ہے کہ کسی بھی سپر مارکیٹ کی طرح دنیا کی ہر شے الماری کے خانوں میں جمع کی ہوئی ہے، تو اس سے کیا سکون ملا۔ اتنی لمبی صفایاں کر کے کیا اس کا مزاج خوش رہے گا اور پھر جب کوئی مہمان آجائے تو ہر چیز پہ خیال کہ کہیں ٹوٹ نہ جائے اور بچوں کو تو ان چیزوں کے پاس بیٹھنے کی اجازت بھی نہیں ہوتی۔ تو لہٰذا گھروں کو شو کیس نہیں بنانا۔

دوسری طرف انتہا کیا ہے کہ انتہائی بھونڈے۔ ہم نے اسلام کا وہ پُر تپاک اور خوشحال منظر ہی نہیں دیکھا۔ ہماری نسل غلامی سے اٹھی ہے اور غلامی میں جی رہی ہے۔ تو ہم نے ہر خوبصورت چیز کو دین سے دور کر دیا اور جہاں ذرا سی دین کے ساتھ خوبصورتی آئی تو ہم مشکوک ہو گئے۔ تو ہم نے تقوٰی کو جہالت کے ساتھ کر دیا، گھر کی حالت بگڑی ہوئی ہے، چیزیں بکھری ہوئی ہیں، یہ بھی غلط ہے۔ اس کو ہر وقت ہی حواسوں پر سوار رکھنا یہ بھی پسندیدہ نہیں اور دوسری طرف بالکل چھوڑ دینا یہ بھی پسندیدہ نہیں۔ دونوں میں توازن ہو۔

ایک دفعہ گھر اچھے طریقے سے سیٹ کر لیں، پھر سکون سے بیٹھ جائیں۔ آپ کا دل کرتا ہے اللہ نے آپ کو دیا آپ ایک سال اس سیٹ اپ میں رہیں۔ آپ کا دل چاہ رہا ہے کہ میں اور لے لوں تو آپ وہ سارے کا سارا سیٹ کسی اور کو دے دیں، اس کو ڈونیٹ کر دیں۔ پھر تو کوئی عقل بھی ہے۔ ایسے لوگوں کو تو کہتے ہیں کہ ان کے اندر کوئی ذوق بھی ہے۔ لیکن یہ تو کوئی ذوق نہیں ہے کہ آپ اپنے گھر کو چوں چوں کا مربہ بنالیں۔ دو طرح سے گھر ہوتے ہیں۔ ضرورت سے زائد چیزیں ہونے پر الماری اور بیڈ کپڑوں کے بھرے پڑے ہیں گویا کہ گھر اصطبل بنے ہوئے ہیں۔ اور اس سے پھر شوہر کا مزاج بھی بدلتا ہے بچے بھی چڑ چڑے رہتے ہیں اور پھر آپکو بھی غصہ آتا ہے۔ آزما کے دیکھ لیں، جس دن آپ کا

گھر صاف ہوتا ہے آپ محسوس کریں گے اس دن آپ کا مزاج اچھا ہوتا ہے اور موڈ بھی صحیح ہوتا ہے اور جب گھر الجھا ہوتا ہے اگرچہ یہ آپ کی اپنی سستی ہے یا گھر والوں کی طرف سے ہو پھر ہمارا غصہ ان پر جاتا ہے، پھر اس سے ہمارے رویے خراب ہوتے ہیں۔

اگلی چیز جس سے ایک بچی کا گھر خوبصورت ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ دیکھیں کہ گھر میں ہمارا رویہ کیسا ہوتا ہے۔ چڑچڑے دُکھی، چیخنا، چلانا، خاص طور پر ہماری آوازیں۔ آواز گھروں کے پر سکون ہونے یا نہ ہونے میں بہت اہم ہوتی ہے۔ ہ جب ہماری آوازیں چیخنے والی، چنگھاڑنے والی ہوں تو گھر میں سکون نہیں رہتا۔ اپنی آوازوں کو نرم رکھیں۔ عورت کی آواز میں تو اللہ تعالی نے فطری طور پر سکون رکھا ہے۔ مردوں کی آواز اونچی ہوتی ہے۔ ان کی آواز میں اللہ تعالی نے فطری طور پر جوش رکھا ہے لیکن عورتیں، لڑکیاں، بچیاں، ان کی آوازیں کبھی اونچی نہیں ہونی چاہئیں۔ بہت مِن مِن بھی نہیں کرنا اور بہت اونچی آواز سے بھی نہیں بولنا۔ تو گھر کو طریقے سے رکھنا ہے۔

پھر اسی طرح دیکھیں کہ وہاں اللہ کا ذکر ہوا اصل جو ہمارے گھروں میں سکون آئے گا وہ تب آئے گا جب ہمارے گھروں میں اللہ کی فرماں برداریاں ہوں گی پانچ وقت کی اذانیں، نمازیں اور پھر اس کے بعد وہاں اللہ کا ذکر، درس تدریس لیکچر اور کبھی خطبے بھی چل رہے ہیں۔ کبھی وہاں االلہ کے نام چل رہے ہیں اور کبھی وہاں تلاوت ہو رہی ہے وہاں اپنے ذکر سے زیادہ اللہ کا ذکر کریں۔ کچھ گھروں میں ہر وقت باتیں چلتی رہتی ہیں تو تلاوت کرنے کا وقت کہاں ملے گا کہ اس لئے گھر میں تلاوت نہیں چلاتے پھر بات کریں گے تو آواز ختم ہو گی تو کیا ہر وقت ہم بولتے ہیں آج ہم صرف اس آوازوں والے رویوں کو

چیک کریں کہ چوبیس گھنٹوں میں کس قسم کی آوازیں میرے گھر سے آتی ہیں تو اپنے گھروں کو خوبصورت گھر بنانا ہے۔

گھر والوں کے رویے اچھے ہوں، دوسروں کے لئے آپ کے دل میں محبت ہو، پھر کمفرٹیبل ہوں۔ موسم کے مطابق ہوں، نہ بہت گرم کہ ہر وقت گرمی، گرمی لگی رہے۔ سردی ہے تو سردی لگی رہے۔ کمفرٹیبل ہو، سکون ہو۔ گھر کو دیکھ کر فیلنگ آئے کہ یہ پرسکون ماحول ہے۔ طریقے سے رہنے والا اور سب سے بڑی بات تَسۡتَخِفُّوۡنَهَا تم اس کو ہلکا پاتے ہو۔

ایک چھوٹا سا سوال کر کے آگے بڑھتے ہیں کہ اگر ہمیں 3 دن کا نوٹس ملے کہ تین دن کے بعد گھر پیک اپ کر کے آگے جانا ہے تو کیا میرے لئے یہ آسان ہے اور بعض دفعہ تو لوگوں کو ایک دن کے نوٹس پہ جانا پڑتا ہے۔ آج سے اپنے گھر کے اوپر نظر ڈالیں، اس آیت پر عمل کرتے ہوئے کہ میں نے اپنے گھر کو اتنا لائٹ رکھنا ہے کہ مجھے تین دن کے اندر اپنا پورا گھر ریپ اپ کر کے دوسری جگہ جانا پڑے تو میں بڑی خوشی سے جاؤں۔

پھر اس کے بعد وہ گھر پرسکون ہوتے ہیں جس میں ایک دوسرے کی حق تلفی نہ ہو، شوہر بیوی ساس جو بھی ہو کوئی ایک دوسرے کے حقوق کا غلط استعمال نہ ہو۔ ایک دوسرے کا پورا حق دیں۔ بہو ہے تو اس کو مشین نہ سمجھیں، وہ آپ کی ماسی یا غلام نہیں ہے۔ اگرچہ وہ آپکی عزت میں بولتی نہیں ہے لیکن اس کا بھی دل کرتا ہے وہ بھی انسان ہے۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کے گھر میں کوئی اس طرح کا بزرگ ہے کہ جو آپ کے ساتھ خدمت نہیں کر سکتا اور ان کی وجہ سے آپ کو کام کرنا پڑتا ہے تو سوچیں کہ آپ کو بھی وہاں جانا ہے۔ آپ نے بھی اس عمر پر پہنچنا ہے اور اگر شوہر ہے تو وہ یہ نہ سوچ لے کہ بیوی

کا مقصد ہی خدمت کرنا ہے، چاہے وہ آدھی رات ہی کیوں نہ ہو، ہر وقت پورا گھر سجا سجایا ہو اور وہ خود بھی ایک ماڈل بنی ہوئی، خود بھی سجی رہے۔ توازن قائم کر کے رہیں۔ انسانوں کی طرح جب رہیں گے تو انشاء اللہ گھر بہتر ہو جائیں گے۔

ایک اور بات ان شاء اللہ اس کو کر کے دیکھیں اس کا ایک خاص افیکٹ آپ کے گھر میں ہو گا کہ گھر خوشبودار ہوں۔ آج کے بعد آپ اپنے گھروں کو خاص طور پر خوشبو میں بسانا شروع کر دیں۔ کبھی عورتوں نے سوچا کہ شوہر کے گھر آنے سے ایک گھنٹہ پہلے میں سب کچھ پکالوں۔ کھانا پکا ہوا لذیذ ہو لیکن گھر میں ادرک اور پیاز کی سمیل نہ ہو، ہمارے گھروں میں بہت کم ایسا ہوتا ہے۔ گھر کو صاف ستھرا رکھیں۔ اور خوشبودار ہونا چاہیے۔ یہاں کے گھر بند ہوتے ہیں تو سمیل آتی ہے۔ یعنی برداشت ہی نہیں ہوتا کہ گھر میں سمیل آئے، تو لہٰذا اپنے گھر کو دیکھیں۔ ان شاء اللہ گھر پر سکون ہوں گے، تو گھروں میں اللہ کی رحمت کے فرشتے بھی آئیں گے۔ تصویریں، میوزک اور ایسی چیزیں جہاں شیطان خوش ہوتا ہے ان سے بھی گھروں کا سکون چلا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کے گھروں کو پر سکون کر دے۔ آمین

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾ اور خدا ہی نے تمہارے (آرام کے) لیے اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں کے سائے بنائے اور پہاڑوں میں غاریں بنائیں اور کُرتے بنائے جو تم کو گرمی سے بچائیں۔ اور (ایسے) کُرتے (بھی) جو تم کو اسلحہ جنگ (کے ضرر) سے محفوظ رکھیں۔ اسی طرح خدا اپنا احسان تم پر پورا کرتا ہے تاکہ تم فرمانبردار بنو۔

اللہ تعالیٰ کے کہنے کا انداز دیکھیں کہ میری چیزیں اور میں نے انکا سایہ بھی بنا دیا۔ درختوں کا سایہ اور انسانوں کا اپنا سایہ، انسان کی ہر چیز کا سایہ۔ اب آپ ایک لمحے کے لئے سوچیں، سائے میں کیا رحمت ہے؟ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میں نے سایہ بنا دیا لیکن سایوں کے اندر بھی اللہ کی بہت بڑی رحمت ہے۔ اگر درختوں کا اور دیواروں کا سایہ نہ ہوتا تو کوئی دھوپ میں چلنے والا تو راکھ ہو جاتا۔ اگر ہم گھر میں ہوتے اور یہ سن لائیٹ کو ریفلیکٹ کرتا تو ہم اپنے گھروں کے اندر بھی گرمی محسوس کرتے۔ آج تک شاید کبھی ہم نے 'سائے' کو بھی محسوس ہی نہیں کیا، حالانکہ سایہ بھی اللہ کی بہت بڑی رحمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ باور کروا دیا کہ تم ان سایوں سے فائدہ اٹھاؤ۔

اللہ کی ذات ہے جو یہ سب چیزیں تمہارے لئے لے کے آتی ہے۔ وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا اور اسی نے تمہارے لئے پہاڑوں کے اندر غاریں بنائیں اَكْنَانًا، کِنّن کی جمع ہے۔ کان کو اگر آپ اندر سے دیکھیں تو بالکل اس کا سسٹم ایک غار کی طرح ہے۔ کان غار کی طرح ہوتا ہے۔ اندر سے اندر اور پھر اندر سے اندر جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ دیکھو غاروں میں پناہ گاہیں بنا دیں۔ اگر اللہ کا قرآن نہ ہوتا تو کون غاروں کو ڈسکس کرتا۔ یہ اللہ کی کتنی بڑی نعمت ہے جس کو ہم سمجھ ہی نہیں سکتے۔ غار کیا ہوتا ہے، جیسے "غارِ حرا" کبھی سوچا کہ اللہ کے نبی عبادت کے لئے غار میں ہی کیوں جاتے تھے، اور غار ثور کو اتنی عزت کیوں مل گئی اور اصحاب کہف غار میں کیوں چھپے کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ دنیا میں اتنے فتنے اور اتنی تباہی ہو گی کہ لوگ پہاڑوں میں نکل جائیں گے، غاروں میں پناہ لے لیں گے۔ تو یہ اللہ کی ایک نعمت ہے۔ یہ اشارہ ہے ایک پرسکون چیزوں کی طرف اور موسم کی شدتوں کی طرف۔ پھر وہ ایک معروف حدیث ہے جس میں تین لوگ ایک غار میں چھپتے ہیں اور غار کا

منہ بند ہو جاتا ہے اور پھر اپنے اپنے اخلاص والی نیکیوں کا ذکر کرتے ہیں تو پھر وہاں راستہ بنتا ہے۔ تو پہلے دور میں غاروں کی بڑی اہمیت ہوتی تھی۔ جب دشمن کے آنے کا پتہ ہوتا تو لوگ جا کے غاروں میں چھپ جاتے تھے۔ طوفان آتا، سردی گرمی آتی تو لوگ وہاں چلے جاتے، تو اللہ کی ذات ہے اس نے کیا کچھ کر کے بتایا۔

وَّجَعَلَ لَكُمۡ سَرَابِيۡلَ تَقِيۡكُمُ الۡحَـرَّ وَسَرَابِيۡلَ تَقِيۡكُمۡ بَاۡسَكُمۡ اور کُرتے بنائے جو تم کو گرمی سے بچائیں۔ اور (ایسے) کُرتے (بھی) جو تم کو اسلحہ جنگ (کے ضرر) سے محفوظ رکھیں۔ؕ اس سے مراد ذِرہ ہے۔ جب جاتے ہو تم لڑائی کو۔ یہاں دو قسم کے کپڑوں کا ذکر ہے ہمارے ذہن میں آ رہا تھا کہ گرمی کے کپڑے اور اس کے بعد تَقِيۡكُمُ الۡحَـرَّ سردی کے کپڑے ہونگے۔ لیکن یہاں سردیوں سے بچانے کا ذکر نہیں ہے۔ صرف گرمیوں سے بچنے کا ذکر ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے ایک اس طرح کا نظام بنا دیا ہے کہ موسم کے مطابق کپڑے ہوتے ہیں۔ کیونکہ عربوں میں جہاں یہ قرآن نازل ہو رہا تھا وہاں موسم بہت شدت کا تھا۔ گرمی بہت تھی تو یہاں صرف گرمی کا ذکر کر دیا سردی کا نہیں کیا۔

جب روح نے تقوٰی کا لباس نہیں پہنا ہوتا تو گرمیاں آتے ہی جسم کا لباس بھی اترنے لگتا ہے۔ اس طرح گندگی پھیلتی ہے کہ لوگ انسانوں سے جانور بننے لگتے ہیں، کہ کپڑوں سے آزاد ہوتے ہیں۔ آج ڈاکٹرز نے کہہ دیا کہ گرمیوں میں پورے کپڑے پہنیں، اس لئے کہ ہماری جلد پر سن ریز پڑتی ہیں، جن سے جلد کا کینسر ہوتا ہے۔ آج سکن کینسر کی بہت بڑی وجہ سکن کا ایکسپوز ہونا ہے۔ ہڈیوں کے لیئے دھوپ سے وٹامن ڈی ملتی ہے جو دوائیوں سے بھی پوری نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے اندر یہ

چیزیں رکھی ہیں۔ ہم کبھی ان چیزوں کو سوچتے ہی نہیں۔ کتنی دفعہ ہم دھوپ اور گرمی کو سوچتے ہیں ۔یہ کپڑے اللہ کی نعمت ہیں۔ مختلف قسم کی ہوائیں آتی ہیں۔ تو جسم کو جھلسا کے رکھ دیتی ہیں، دوسرا لباس وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَأْسَكُمْ ،سَرَابِيْلَ سربالُ کی جمع ہے۔ یہ رباعی ہے۔ لمبی قمیض کو کہتے ہیں، جیسے جبہ کہہ لیں عرب لوگ لمبی لمبی قمیض پہنتے تھے۔ لیکن یہ جو دوسری ہے اس سے مراد زرہیں ہیں ۔

حضرت داؤد علیہ الصلوۃ والسلام کو اللہ تعالی نے زرہیں بنانے کا علم دیا تھا۔ ان کے ہاتھوں میں لوہا ایسے مولڈ ہو جاتا تھا جیسے موم ہے، تو وہ اس سے زنجیریں بنا کے کپڑے بناتے تھے۔ عرب لوگ جب دوبدو لڑائی کرتے تھے تو اس کی بڑی اہمیت تھی یہ سب کیوں دیا؟

كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ اسی طرح وہ اپنی نعمت کا اتمام فرماتا ہے لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ تاکہ تم اس کی اطاعت کی روش اختیار کرو۔ یہ ہے اصل بات۔

اس سورت میں نعمتوں کی تکرار ہے۔ اس سورت میں بار بار نعمتوں کا تذکرہ ہے کہ تم تُسْلِمُوْنَ ہو جاؤ۔ خود سے پوچھیے جتنی نعمتیں ہیں، کیا ان نعمتوں کو پا کر اتمام نعمت ہوا؟ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اَنْعَمْتَ ، نعمت کی تکمیل سے کیا مراد ہے۔ تو مراد یہ ہے کہ اللہ تعالی نے انسان کی ہر ضرورت کا خیال رکھا۔ اللہ تعالی پہلے ہماری ضرورت پوری کرتا ہے جب ضرورتیں پوری ہوتی ہیں تو پھر وہ ہماری خواہشات پر آ جاتا ہے۔ پہلے ضروریات ہیں پھر تعیشات ہے۔ وہ رب وہ ہے جس نے ہماری ضروریات ہی نہیں، خواہشات بھی پوری کیں ہیں۔ اپنے گھر کا جائزہ لے لیں، میرے گھر میں کتنی چیزیں ضرورت کی ہیں اور کتنی خواہش کی ہیں۔ پہلے ایک چھری سے سارے کام ہو جاتے تھے لیکن اب ایک

چھری پھر دوسری چھری فروٹ کی ہے، تیسری پیلر ہے۔ آج کچن میں دس قسم کی تو چھریاں ہوتی ہیں۔ سب نعمتیں پا کر ہم کتنا تُسۡلِمُوۡنَ ہوئے۔ جتنی گھر میں دنیا کی چیزیں آتی ہیں اتنا ہی ہم دین سے دور بھاگتے ہیں۔ ہم دین کے لیے گھروں میں لوگوں کو نہیں بلاتے، صرف اس لئے کہ میرا گھر گندہ ہو جائے گا۔ لوگ آئیں گے تو سفید صوفوں کو گندا کر جائیں گے۔

جتنی نعمتوں کا سورۃ نحل میں ذکر ہے اگر ان کو جمع کریں تو چھوٹی سی کتاب بن جائے۔ یوں لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز چھوڑی ہی نہیں۔ اللہ تعالی نے بتادیا کتنے قسم کے ہمارے گھروں میں کھانے ہیں، کتنے مختلف بسنے والے گھروں میں برتن ہیں، پہناوے، اٹھنے کی چیزیں بیٹھنے کی چیزیں، کبھی نیا گھر بنائیں تو پتہ چلتا ہے کہ گھر کی ضرورتیں کیا ہوتی ہیں۔ گھر بنائیں، صاف ستھرا رکھیں، استعمال کیجئے لیکن ایک شرط ہے لَعَلَّكُمۡ تُسۡلِمُوۡنَ مسلمان بن کے اللہ کے فرمانبردار بن کے جیو اور انہی نعمتوں کو اللہ کی نافرمانی میں نہ استعمال کرو۔

عید کی پارٹیوں میں گھر والے سبھی شامل ہیں، عورتیں اور مرد اکٹھے، سب آپس میں گھلتے ملتے ہیں۔ اگر کبھی نبیؐ ہماری ایسی محفل میں آئیں تو منہ پھیر لیں اور آج کی امت نے سنت سے منہ پھیرا ہوا ہے۔ جتنے بڑے گھر، اتنی ہی بے حیائی زیادہ۔ پہلے گھروں میں زنان خانہ اور مردان خانہ الگ الگ ہوتے تھے مردوں اور عورتوں کے بیچ میں پردے تھے۔ پاکستان کے گھروں کو دیکھیں، آپ روڈ پر جاتے ہیں تو دور سے سامنے اندر تک نگاہ جاتی ہے۔ پورے گلاسز، شیشے کی فل ونڈوز، پھر پردے نہیں لگائیں گے، کیونکہ اس کا رواج نہیں، گھر بھی ایکسپوز ہو گئے۔ گھر میں ایک دفعہ کوئی گھس جائے تو کوئی

اُن سے چھپ نہیں سکتا۔ وہیں سب لوگ گھر والے بیٹھے ہوتے ہیں اور وہیں مہمان ہوتے ہیں۔ تو یاد رکھیں اللہ کی ان نعمتوں کو استعمال کریں۔

ایک عالم ہیں، اس دفعہ مجھے ان کے گھر میں جانے کا اتفاق ہوا تو مجھے ان کے گھر میں ایک فرق سا محسوس ہوا۔ مجھے لگا کہ ان کا جو پہلے سیٹنگ ایریا تھا وہ کافی بڑا تھا۔ پوچھنے پہ کہنے لگیں کہ جب سے پہلے بھائیوں کے بچے بڑے ہوئے ہیں۔ جب سے پہلا بچہ بڑا ہوا ہے، بچے بچیاں بڑے ہیں تو ابو نے لاؤنج کے درمیان ایک دیوار نکال کے دو حصوں میں کر دیا ہے۔ میں خود بڑی حیران تھی۔ لیکن اب وہی گھر ہے کہ انہوں نے اس طرح سے اس کو سیٹ کیا ہوا ہے کہ بچے بچیاں الگ الگ حصے میں ہوتے ہیں۔ جنہوں نے کرنا ہے وہ کریں گے اور جو نہیں کریں گے وہ کہیں گے ہمارا دم گھٹتا ہے۔ دم تو قبر میں گھٹے گا، تو لہٰذا نافرمانیوں کے ساتھ گھر میں نہیں رہنا۔ انشاء اللہ